حدیث ذباب
ایک مطالعہ

مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی
(بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

شعبۂ تحقیق واشاعت
Jamia Islamia Maseehul Uloom, Bangalore
K.S. Halli, Post Kannur Village, Bidara Halli Hobli, Baglur Main Road, Bangalore - 562149
H.O # 84, Armstrong Road, Mohalla Baidwadi, Bharthi Nagar, Bangalore - 560 001
Mobile : 9916510036 / 9036701512 / 9036708149

فہرست حدیث ذباب - ایک مطالعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث ذباب - ایک مطالعہ

تمہید

ایک جدید تعلیم یافتہ صاحب جولندن میں مقیم ہیں، مجھ سے ایک بار کہنے لگے کہ بخاری میں جو یہ حدیث ہے کہ ''جب تمہارے برتن یعنی کھانے پینے کی کسی چیز میں مکھی گر پڑے تو اس کو اسی میں غوطہ دیکر پھینک دو اور اس کو پی لو'' میں نہیں سمجھتا کہ یہ حدیث ہے، میں نے کہا کہ کیوں؟ تو کہنے لگے کہ اگر کسی چیز میں مکھی پڑ جائے تو اس سے کراہت پیدا ہو جاتی ہے، اللہ کے نبی ﷺ انتہائی لطیف المزاج ہونے کے باجود کیا ایسی بات کہہ سکتے ہیں کہ مکھی کو اس میں غوطہ دیکر اس کو پی لو؟ میں نے اس وقت ان کو اجمالی جواب دیا کہ یہ حدیث امام بخاری ومسلم نے روایت کی ہے اور یہ حضرات جس حدیث پر اتفاق کرلیں وہ صحت کے اعلیٰ درجے پر ہوتی ہے، اس لیے محض اپنی عقل سے یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہیں، بڑی جرأت کا کام ہے، نیز اللہ کے نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں سارے انسانوں کو پیش نظر رکھ کر فرمایا ہے، کسی ایک فرد یا طبقہ یا علاقے کو سامنے رکھ کر نہیں فرمایا ہے، میں نے کہا کہ اگر کسی جگہ شادی کی تقریب ہو، اس میں کئی سو افراد کا کھانا پکایا گیا ہو، اور اتفاق سے اس کھانے میں مکھی پڑ جائے تو کیا تب بھی آپ یہی فرمائیں گے کہ اس سے طبیعت میں کراہت پیدا ہو رہی ہے اس لیے اس کو پھینک دیا جائے یا اسی حدیث کا حوالہ دیکر یہ کہیں گے کہ یہ کھانا جائز ہے؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے اس حدیث کو سامنے رکھ کر اس پر مختلف پہلوؤں سے کلام کیا، اور ان صاحب کے پاس روانہ کر دیا، ذیل میں وہی مضمون درج کیا جا رہا ہے۔

حدیث میں ہے

"عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ : إِذَا وَقَعَ الذُّبَـابُ فِيْ طَعَامِ أَحَدِكُمْ فَامْقُلُوْهُ ثُمَّ انْقُلُوْهُ ، فَإِنَّ فِيْ إِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِيْ الْأُخْرٰى دَوَاءً"

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے برتن (یعنی کھانے پینے کی کسی چیز) میں مکھی گر پڑے تو اس کو پوری طرح غوطہ دیکر پھینک دو، کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہے۔)

حدیث کی تخریج

یہ حدیث امام بخاریؒ نے ایک سے زائد مقامات پر درج کی ہے "کتاب الطب "میں " في إناء أحدکم" برتن میں مکھی پڑ جانے کا ذکر ہے۔(۱)

اور "کتاب بدء الخلق" میں برتن کی جگہ شراب یعنی پینے کی چیز میں مکھی پڑ جانے کا ذکر ہے۔(۲)

اوران دونوں جگہ یہ روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے آئی ہے، اوراس کوانہی سے ابو داؤد نے (سنن: رحدیث نمبر:۳۸۴۴) دارمی نے اپنی (سنن:۲/۱۳۵) ابن الجارود نے (منتقی:۱/۲۶)، ابن خزیمہ نے (صحیح:۱/۵۶)، اسحاق بن راھویہ نے اپنے (مسند:۱/۱۷۷) امام احمد نے (مسند:۲/۲۲۹و۲۴۶ و۲۶۳و۳۵۵)، طبرانی نے (معجم اوسط:۳/۳۸) اور ابن حبان نے اپنی (صحیح:۴/۵۳) بیہقی نے (سنن کبری:۱/۲۵۲) میں روایت کیا ہے، اور ابن حبان نے اس طریق کو صحیح قرار دیا ہے، اور نسائی نے (سنن صغری، حدیث نمبر:۴۲۶۲)، اور (سنن کبری:۳/۸۸)، ابن

(۱) بخاری، حدیث نمبر:۵۴۴۵ (۲) بخاری، حدیث نمبر:۳۱۴۲

ماجہ نے (سنن حدیث نمبر:۳۵۰۴)، اور ابن حبان نے بھی (صحیح:۵۵/۴)، امام احمد نے (مسند:۲۴/۳) ابویعلی نے اپنے (مسند:۲۷۳/۲) اور بیہقی نے بھی (سنن کبری:۲۵۳/۱) ابو داؤد الطیالسی نے اپنے (مسند:۲۹۱) میں اس کو حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے، جس میں شراب کی جگہ طعام کے الفاظ ہیں، اور ابن حبان نے اس کو بھی صحیح قرار دیا ہے، اور طبرانی نے (معجم اوسط:۱۴۲/۳) میں اور امام بزار نے اسکو حضرت انس سے روایت کیا ہے، اور اس کے راویوں کو علامہ ابن حجر عسقلانی نے قابل اعتماد وثقہ قرار دیا ہے۔ (۱)

ابن طولون نے اس روایت کو امام مسلم کی طرف بھی منسوب کیا ہے، جیسا کہ ان کی کتاب" المنهل الروى فى الطب النبوى "(ص:۲۱۹) سے ظاہر ہے۔

حدیث کا درجہ

یہ حدیث صحیح بلکہ اعلی درجہ کی صحیح ہے، کیونکہ امام بخاری نے بھی اس کو روایت کیا ہے، نیز دیگر محدثین کرام نے بھی صحیح سندوں سے اس کو روایت کیا ہے، امام ابن عبدالبر مالکی اپنی کتاب "التمهيد" میں فرماتے ہیں:" روي هذا الحديث من وجوه كثيرة عن أبي سعيد و أبي هريرة كلها ثابتة" (کہ یہ حدیث حضرت ابوسعید و حضرت ابو ہریرہ سے متعدد سندوں سے روایت کی گئی ہے جو سب کے سب ثابت ہیں) (۲)

حدیث کا مفہوم ومنشاء

اس حدیث سے جو کہ صحیح وصریح ہے، معلوم ہوا کہ اگر کسی کھانے پینے کی چیز میں مکھی گر پڑے تو اس کو استعمال میں لانے سے قبل مکھی کو پوری طرح اس کھانے میں غوطہ دیدینا چاہئے، اور اس کی حکمت یہ ہے کہ مکھی کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہوتی ہے۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ اس کے ایک پر میں زہر ہو

(۱) دیکھو فتح الباری:۲۵۰/۱۰ (۲) التمہید لابن عبدالبر:۳۴۷/۱

تا ہے،تو اس کوغوطہ دیدینے سے اس کے زہر کے ازالہ کی صورت پیدا ہوجاتی ہے کہ اس کے دوسرے پر کی شفاء زہر کوختم کر دیتی ہے،اور بعض روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مکھی پہلے اپنا زہر والا پر ڈالتی ہے "إنهٗ يقدّ م السّم ويؤ خر الشفاء". (۱)

غرض رسول اللہ ﷺ نے مکھی کی اس سمیت کے ازالہ یا اس سے حفاظت کے لئے خدا کی عظیم قدرت کے انمول خزانے سے یہ تدبیر فراہم کی کہ اس کے دوسرے پر کو بھی ڈبودیا جائے کہ اس میں شفاء ہے جس سے زہر و بیماری کا اثر زائل ہوجائے گا۔

دلیل نبوت اور معجزہ

یہ حدیث نبوت کی ایک دلیل اور بڑا عظیم معجزہ ہے،جس کی توضیح یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی سے کوئی علم وفن حاصل نہیں فرمایا،اس کے باوجود آپ ﷺ کی زبان مبارک سے ایک خالص طبی حقیقت کا اظہار ہوا،جس کی تحقیق کے لئے بلاشبہ مدتوں کی جستجو وتلاش درکار ہے، پھر اس حقیقت کو اطباء زمانہ نے اپنی مدتوں کی تحقیق کے بعد صحیح قرار دیا۔

چنانچہ علامہ محمد بن طولون جو عالم وفقیہ اور محدث ہونے کے ساتھ،خود بھی ایک زبردست ماہر طب اور اپنے زمانہ کے اساطین طب مثلاً رئیس الاطباء شمس بن مکی،اور جمال بن المبرد،اور شہابی القرعونی وغیرہ سے شرف تلمذ رکھتے ہیں،انہوں نے اپنی کتاب "المنهل الروی فی الطب النبوی " میں لکھا ہے:وقد نقل الأطباء أن الذباب الذی يسمى الذرار يح في إحدى جناحيه داء و في أخرى شفاء. (یعنی اطباء نے نقل کیا ہے کہ وہ مکھیاں جن کو ذراریح کہا جاتا ہے،ان کے ایک پر میں بیماری اور ایک میں شفاء ہے۔(۲)

معلوم ہوا کہ رسول ﷺ نے ایک ایسی حقیقت کو جو آپ کے موضوع سے

---

(۱)ابن ماجہ:۳۴۹۵،مسند احمد:۳/۶۷،مسند عبد بن حمید:۱/۲۷۹(۲)المنہل الروی:۲۱۹

خارج اور خالص طبی اور جو مدتوں کی تحقیق وجستجو کی طالب تھی، بڑی صفائی کے ساتھ پیش فرمایا، اوراس کی اطباء کے اقوال نے تصدیق کردی، جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی اس فن وعلم سے کوئی چیز حاصل نہیں کی، معلوم ہوا کہ یہ دراصل آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا تھا، لہٰذا اس سے آپ کی نبوت اور رسالت کا ثبوت بہم پہنچتا ہے، اس لحاظ سے یہ حدیث نبوت کی ایک بین دلیل اور ایک بڑا معجزہ ہے۔

حدیث کا طبی پہلو

اب ہم اس حدیث پر مختلف زاویوں سے روشنی ڈالنا چاہتے ہیں، اس حدیث کا ایک پہلو اور زاویہ وہ ہے جو طب سے تعلق رکھتا ہے، حضرت نبی کریم ﷺ نے اس میں خبر دی ہے کہ مکھی میں دو قسم کے مادے ہوتے ہیں: ایک زہر کا جو بیماری کا سبب بنتا ہے اور دوسرے اس کے خلاف، شفاء کا مادہ۔

جہاں تک مکھی کے مضر و مہلک مادے اور زہریلی قوت کے حامل ہونے کی بات ہے یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے، چنانچہ قدیم وجدید اطباء اور ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ مکھی مختلف قسم کی گندگیوں اور نجاستوں میں ملوث رہنے کی وجہ سے ناپاک ومہلک جراثیم لئے پھرتی ہے، جن سے بیماریوں کے پھیلنے کی راہ ہموار ہوتی ہے، نیز اس میں ایک سمیت اور زہریلا مادہ ہوتا ہے، جس سے بسا اوقات اس کے کاٹے ہوئے کو ورم اور کھجلی ہونے لگتی ہے، یہ سب باتیں حذاق اطباء کے اقوال سے ثابت ہیں۔

علامہ ابن القیمؒ نے ''زادالمعاد'' میں فرمایا کہ :" واعلم أن في الذباب قوة سمية يدل عليها الورم والحكة العارضة عن لسعه" (جاننا چاہئے کہ مکھی میں ایک زہریلا مادہ ہوتا ہے، جس پر اس کے ڈسنے کی وجہ سے ہونے والا ورم اور کھجلی دلالت کرتی ہے)(۱)

---

(۱) زادالمعاد: ۸۹/۴

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے شرح بخاری میں یہی بات ان الفاظ سے بیان کی ہے کہ: وذكر بعض حذاق الاطباء أن في الذباب قوة سمية يدل عليها الورم والحكة العارضة عن لسعه. (بعض حاذق اطباء نے ذکر کیا ہے کہ مکھی میں ایک زہریلا مادہ ہوتا ہے، جس پر اس کے ڈسنے کی وجہ سے ہونے والا ورم اور کھجلی دلالت کرتی ہے)(۱)

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اطباء کی تحقیق کے علاوہ خود مکھی میں سمیت کا ہونا ہر شخص کے لیے ایک محسوس ومشاہد بات ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں لکھتے ہیں: ''مکھی کے ڈسنے کا زہر بسا اوقات اور غذاؤں کے تناول کے وقت محسوس ومعلوم ہو جاتا ہے۔(۲)

غرض یہ ہے کہ مکھی میں مضر ومہلک مادہ اور زہریلی قوت کا ہونا طبی نقطۂ نظر سے ایک ثابت شدہ حقیقت ہے، جو بعض علامات سے محسوس ومشاہد بھی ہو جاتی ہے۔

اور جہاں تک مکھی میں شفاء ونفع کے ہونے کی بات ہے یہ بھی طبی نقطۂ نظر سے مسلم ہے، ہم نے اوپر محمد بن طولون کے حوالے سے اطباء کا قول نقل کر دیا ہے، جس میں مکھی کے ایک پر میں زہر اور دوسرے میں شفاء کا ہونا اطباء نے تسلیم کیا ہے۔

یہی محمد بن طولون لکھتے ہیں کہ:

''اطباء نے مکھی کے متعلق اتنی بات ذکر کی ہے کہ بچھو اور بھڑ کے ڈسے ہوئے کو اس سے ملنا بہت زیادہ نفع دیتا ہے، اور آنکھوں کے پپوٹے کے ورم پر اس کو ملا جائے تو اس کو بھی دور کر دیتا ہے۔(۳)

علامہ ابن القیمؒ لکھتے ہیں کہ ''بہت سے اطباء نے ذکر کیا ہے کہ بھڑ اور بچھو ڈسی ہوئی جگہ پر اگر مکھی کا لیپ کیا جائے تو اس سے بہت واضح نفع ہوتا ہے اور سکون ملتا ہے

(۱) فتح الباری: ۲۵۲/۱۰ (۲) حجۃ اللہ البالغۃ: ۴۸۱/۲ (۳) المنہل الروی: ۲۱۹

نیز فرماتے ہیں کہ آنکھ کے بال میں جو ورم پیدا ہو جاتا ہے جس کو شعرہ کہا جاتا ہے، اگر مکھی سے اسکا سر نکالنے کے بعد اس کا اس پر لیپ کریں تو وہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ (۱)

علامہ بدرالدین العینی نے ''عمدۃ القاری'' میں اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے ''فتح الباری'' میں ابومحمد المالقی کے حوالے سے مکھی میں رکھے ہوئے نفع کا ذکر کیا ہے اور وہ بتاتے ہیں کہ:

''اگر بڑی مکھی کو لیکر اس کا سر کاٹ دیا جائے اور اس کے جسم کو اس ورم پر شدت سے ملیں، جو پلکوں میں ہو تو اس کو یہ ٹھیک کر دیتی ہے'' (۲)

داء الثعلب ایک بیماری ہے جس میں سر کے بال گرنے لگتے ہیں، ابومحمد المالقی فرماتے ہیں کہ مکھی کا لیپ اس بیماری کے لیے بھی مفید ہے، نیز بھڑ کے ڈسے ہوئے کو مکھی کا لیپ کریں تو فوراً درد کو سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ (۳)

علامہ عینی نے ابومحمد المالقی کے حوالے سے لکھا ہے کہ: اگر مکھی کو انڈے کی زردی کے ساتھ ملا کر آہستہ آہستہ بھینٹ لیا جائے، اور اس آنکھ پر اس کا لیپ کیا جائے جس میں اندر سے سرخ گوشت ہو تو اس کو فوراً آرام ملتا ہے۔ (۴)

علامہ دمیریؒ نے حیاۃ الحیوان میں مکھی کے بہت سے فوائد ذکر کئے ہیں، ان میں سے بعض تو وہی ہیں جو مذکور ہوئے، ان کے علاوہ ایک یہ ذکر کیا ہے کہ: ''مکھیوں کو جلا کر شہد میں ملا کر اگر گنجے آدمی کے سر پر ملا جائے تو اس کے سر پر بال اُگ آئیں گے۔ نیز لکھتے ہیں کہ اگر کوئی آشوب چشم کی بیماری میں مبتلاء ہو تو اس کو چاہئے کہ چند مکھیاں لے کر کتان کے کپڑے میں لپیٹ کر گلے میں ڈال لے تو یہ بیماری جاتی رہے گی۔ نیز قزوینی کے حوالے سے ذکر کیا کہ انہوں نے بعض طبی کتابوں میں پڑھا ہے

(۱) زادالمعاد: ۴/۹۰ (۲) عمدۃ القاری: ۱۰/۶۶۷، فتح الباری: ۱۰/۲۵۰

(۳) فتح الباری: ۱۰/۲۵۰ (۴) عمدۃ القاری: ۱۰/۶۶۷

کہ اگر کسی کے دانت میں درد ہوتو مکھی کو اس کے بازو میں لٹکانے سے درد ختم ہو جاتا ہے۔(۱)

ان تفاصیل سے معلوم ہوا کہ مکھی میں بعض امراض کے لیے شفاء بھی ہے، پس رسول اللہ ﷺ نے مکھی میں موجود اسی زہر و شفاء کو اس حدیث میں بیان فرمایا ہے، اور اسی کے ساتھ یہ بھی واضح فرمایا ہے کہ اس کے زہر کا تریاق اس میں رکھے ہوئے مادۂ شفاء میں ہے، اور یادرہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مکھی کے اندر موجود زہر و شفاء میں سے صرف اس جز کو بیان کیا ہے جو اس کے پروں میں موجود ہے، جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے ہر کوئی سمجھ سکتا اور سمجھتا ہے اور باقی اجزاء بدن میں موجود شفاء وزہر سے حدیث ساکت ہے۔

پروں میں زہر وشفاء کی طبی توجیہ

اب رہی یہ بحث کہ زہر و شفاء کا پروں میں ہونا بطور خاص کس بات پر مبنی ہے ؟ حضرت حکیم الاسلام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اسکی طبی توجیہ یہ بیان فرمائی ہے کہ:

”إعلم أن الله تعالى خلق الطبيعة في الحيوان مدبرةً لبدنه، فربما دفعت المواد المؤذية التي لا تصلح أن تصير جزءَ البدن من أعماق البدن إلى أطرافه،ولذلك نهى الأطباء عن أكل أذناب الدّواب ، فالذباب كثيراً ما يتناول أغذيةً فاسدةً لا تصلح جزءً ا للبدن، فتدفعها الطبيعة إلى أخسّ عضو منه ، كالجناح ، ثم إن ذلك العضو لما فيه من المادة السّمّيّة يندفع إلى الحكِّ ، ويكون أقدم أعضائه عند الهجوم في المضايق ، ومن حكمة الله تعالى أنه لم يجعل في شيءٍ سمّاً إلا جعل فيه مادةً ترياقيةً ليتحفظ بها بنية الحيوان ، ولو ذكرنا هذا المبحث من الطب لطال الكلام ۔

(۱) حیاۃ الحیوان، اردو ترجمہ:۳۹۶/۲

(حیوان کی طبیعت دراصل اس کے بدن کی تدبیر کرتی ہے، اسی تدبیر بدن میں سے یہ بھی ہے کہ طبیعت اکثر اوقات موذی مواد کو جو جزء بدن ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا، اعماق بدن سے اطراف بدن کی طرف پھینک دیتی ہے، اسی وجہ سے اطباء نے جانوروں کی دم کھانے سے منع فرمایا ہے، اور مکھی اکثر اوقات خراب غذا کھاتی رہتی ہے، جو جزء بدن بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی، اور اس کی طبیعت اسی فاسد مادہ کو اس کے خسیس عضو جیسے پر کی طرف پھینکتی رہتی ہے (اس طرح اس کے پر میں گندہ مادہ جمع ہوتا ہے) پھر یہ عضو اس زہریلہ مادہ کی وجہ سے ایک رگڑ کی طرف مجبور ہوتا ہے اور وہ عضو اس کے اعضا میں سے تنگیوں کے ہجوم کے وقت سب سے آگے ہوتا ہے پھر خدا کی حکمت یہ ہے کہ جس چیز میں زہر رکھا ہے، اسی میں اس کا تریاق بھی رکھا ہے، تا کہ حیوان اپنا بچاؤ کر سکے (اس طرح دوسرے پر میں شفاء رکھی گئی ہے) (۱)

ایک اور توجیہ

یہ سب اس صورت پر کلام ہے جبکہ حدیث میں موجود لفظ ''جناح'' کو مشہور معنی یعنی ''پر'' میں مستعمل مانا جائے اور جمہور نے اسی کے مطابق حدیث کی تشریح و توجیہ کی ہے، لیکن اگر اس لفظ کے ایک دوسرے معنے یہاں مراد لیے جائیں تو حدیث کے معنے بلا تکلف طبی تحقیقات پر منطبق ہو جاتے ہیں، چنانچہ لفظ جناح کے ایک معنے ''ذات شیء'' کے، اور ایک معنے ''کسی چیز کے ایک حصہ'' کے بھی آتے ہیں۔ (۲)

اس معنے کے لحاظ سے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مکھی کی ذات میں یا اس کے ایک حصہ میں زہر اور ایک حصہ میں شفاء ہے، اس صورت پر زہر و شفاء کے لیے پروں کی کوئی تخصیص نہ ہوگی، اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ معنے زیادہ مناسب ہیں، اگر چہ پہلے

(۱) حجۃ اللہ البالغۃ: ۲/۴۸۱ (۲) دیکھو: القاموس المحیط: ۱/۲۷۶، تاج العروس: ۱/۱۵۷۰، المنجد

معنے بھی صحیح ہیں ؛ وجہ یہ ہے کہ طبی تحقیقات سے جہاں یہ بات ثابت ہے کہ مکھی کے پروں میں زہر وشفا ہے، اسی طرح یہ بھی ثابت ہے کہ مطلق مکھی میں بھی زہریلا مادہ اور شفاء ہے، لہٰذا پروں کی تخصیص نہ کی جائے اور جناح کو ''ذات شیٔ'' یا ''حصہء شیٔ'' کے معنے میں لیا جائے تو احقر کا خیال ہے کہ زیادہ مناسب ہوگا۔ (واللہ اعلم)

الغرض اللہ کے رسول ﷺ نے مکھی کے زہر وشفاء کو بیان فرمایا ہے اور ساتھ ہی اسکے زہر سے بچنے کی تدبیر بھی بتائی ہے کہ دوسرے مادۂ شفاء میں اللہ نے اس کے زہر کا تریاق رکھا ہوا ہے، لہٰذا اس کو استعمال کر کے شفاء حاصل کی جائے۔

امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں:

''مکھی میں ایک زہریلا مادہ ہوتا ہے، لہٰذا شارع علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس زہریلے مادہ کا اس مادۂ شفاء سے مقابلہ کیا جائے جو اللہ تعالی نے اس کے دوسرے پر (یا دوسرے حصہ) میں ودیعت فرمایا ہے، پس جب دونوں (مادۂ شفاء و مادۂ زہر) مقابل ہوں گے تو ضرر ونقصان اللہ کے حکم سے زائل ہو جائے گا۔ (۱)

ظاہر ہے کہ یہ بات قواعد طبیہ سے کسی طرح بھی متناقض نہیں ہے، بلکہ طویل اور مدید تجربات نے اس کی ہزاروں مثالیں اور نظیریں قائم کر رکھی ہیں کہ مضر اشیاء کا وہ مادہ جو ضرر رساں ہوتا ہے، اسی کے اندر رکھے ہوئے دوسرے نفع بخش مادے سے مغلوب ہو جاتا ہے، اور نفع بخش مادہ اپنا اثر دکھاتا ہے۔

حدیث کا عقلی پہلو

اس حدیث کا ایک پہلو جس پر بحث کی ضرورت ہے، وہ اس کا عقلی پہلو ہے، اور بعض لوگوں نے اس پر کلام بھی کیا ہے، وہ یہ کہ بعض مدعیان عقل نے کہا ہے کہ زیر بحث

(۱) نقلہ فی فتح الباری: ۲۵۲/۱۰

حدیث عقل کے مطابق نہیں ہے، بلکہ عقل اس کا رد کرتی ہے، کیونکہ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ مکھی میں زہر بھی ہوتا ہے اور شفاء بھی، یہ ضدین کا اجتماع ہے جو کہ عقل کی نظر میں غیر ممکن اور محال ہے، پھر اس حدیث کے بعض طرق میں جو یہ کہا گیا ہے کہ مکھی پہلے اپنا وہ پر ڈالتی ہے جو زہریلے مادہ کا حامل ہوتا ہے، یہ بھی عقل باور نہیں کرتی، کیو نکہ مکھی ایک ایسا جانور ہے جس کو عقل وفہم حاصل نہیں، پھر اس کو یہ کیسے معلوم ہوتا ہے کہ میرے فلاں پر میں زہر اور فلاں میں شفاء ہے اور پہلے یہ پر ڈالنا چاہئے؟

میں سمجھتا ہوں کہ اعتراض کرنے والے مدعیان عقل نے اس اعتراض کے وقت اپنی عقل کو کہیں محفوظ کر دیا ہوگا، ورنہ ایک معمولی عقل وخرد کے مالک سے بھی میں یہ امید نہیں رکھ سکتا کہ وہ اس قدر لچر اور بے عقلی کی بات کہہ سکتا ہے۔

یہ لوگ اگر غور کرتے تو ان کو ایسی بے شمار مثالیں مل سکتی تھیں، جن میں متضاد چیزوں کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، خود انسان اور دیگر حیوانات میں کتنے متضاد مادے جمع ہیں؟ حرارت وبرودت، رطوبت ویبوست، نرمی وسختی وغیرہ، اگر یہ متضاد مادے انسان اور دیگر حیوانات میں جمع ہو سکتے ہیں، تو پھر مکھی میں زہر وشفاء کے متضاد مادوں کا اجتماع آخر کیوں ناممکن ہے؟ اور کس منطق کی رو سے محال ہے؟

شہد کی مکھی کو دیکھو کہ اسمیں ایک طرف ایک ایسا زہریلا مادہ رکھا ہوا ہے کہ اس کا کاٹا ہوا بسا اوقات جان بر نہیں ہو سکتا، مگر اسی کے ساتھ اس میں شہد جیسا شفاء بخش مادہ بھی رکھا ہوا ہے۔

سانپ کا زہر کس سے پوشیدہ ہے؟ اس کی خطرناکی سے کون ناواقف ہے؟ مگر دیکھو اسی کے ساتھ اس کے سر میں اس کا تریاق رکھا ہوا ہے، جس سے اس کا زہر زائل ہو جاتا ہے۔

یہ برائے نمونہ چند مثالیں پیش کی گئی ہیں، ورنہ اس جیسی ہزاروں نہیں لاکھوں مثالیں مل سکتی ہیں جن میں متضاد مادوں کو مجتمع دیکھا جا سکتا ہے۔ہم یہ کہتے ہیں کہ جس قدرت قاہرہ نے ان متضاد مادوں کو جمع فرما دیا ہے، اسی نے مکھی میں زہر و شفاء کو رکھا ہوا ہے۔

اب اس بات کی جواب دہی انہی عقل کے دعویداران کی ذمہ داری ہے کہ مذکورہ بالا مثالوں میں متضاد مادوں کا پایا جانا آیا اجتماع ضدین کا مصداق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کا وقوع کیونکر ہو؟ اگر نہیں تو مکھی میں زہر و شفاء کا پایا جانا اجتماع الضدین کیسے کہلائے گا۔

رہا یہ اعتراض کہ مکھی کو یہ کیسے معلوم کہ اس کے پروں میں زہر و شفاء ہے اور یہ کہ اس کو اس کی کیا خبر کہ اسے پہلے زہر والا پر ڈالنا چاہئے؟ یہ اعتراض تو پہلے اعتراض سے زیادہ بودہ اور لا یعنی ہے، کیا اللہ کی عظیم قدرت پر یقین والے کو اس میں کوئی شبہ ہوسکتا ہے؟ آخر اسی اللہ ہی نے تو شہد کی مکھی کو یہ الہام کیا کہ وہ پھولوں سے رس چوسے اور اس کو ایک جگہ جمع کرے۔قرآن فرماتا ہے:

﴿وَأَوۡحٰی رَبُّکَ إِلَی النَّحۡلِ أَنِ اتَّخِذِيۡ﴾[النحل:٦٨]

جب اللہ شہد کی مکھی کو یہ بتا سکتا ہے تو کیا اس مکھی کو وہ یہ الہام نہیں کر سکتا کہ تیرے پروں میں ہم نے زہر و شفاء رکھی ہے اور یہ کہ تجھے پہلے زہر والا پر ڈالنا چاہئے؟

آخر اس میں کیا ایسی بات ہے کہ اس پر اشکال و اعتراض کی گنجائش پیدا ہوگئی؟

دیکھو چیونٹی اس قدر حقیر و معمولی مخلوق ہونے کے باوجود رزق کی تلاش میں نکلتی ہے اور اپنا رزق اپنے مقام سے حاصل کرتی ہے پھر اس کو مخصوص مقامات پر محفوظ کرتی ہے، یہ اللہ ہی تو ہے جس نے اس کو یہ بتایا، اور اس طرف اس کی رہنمائی

کی ہے۔ وہی خدا اگر مکھی کو رہنمائی کرے اور اس کو زہر و شفاء کی خبر دے تو اس میں آخر کیا تعجب ہوسکتا ہے؟ ہاں اس کو تعجب ہوسکتا ہے جو خدا کا منکر اور اس کی قدرت و طاقت سے بے خبر ہو، ورنہ ایک ادنے سے ادنے صاحبِ ایمان کو بھی اس میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔

حدیث کا فقہی پہلو

اس حدیث کا ایک خاص پہلو جس پر بحث ہے وہ اس کا فقہی پہلو ہے، علماء و فقہاء نے اس حدیث سے متعدد مسائل پر استدلال کیا ہے:

(۱) ایک یہ کہ مکھی نجس و ناپاک نہیں ہے، کیونکہ اگر وہ ناپاک ہوتی تو اللہ کے نبی ﷺ اس کھانے یا پانی کے استعمال کی اجازت نہ دیتے جس میں وہ پڑ گئی ہو، اور نہ اس کھانے یا پانی میں مکھی کو ڈبونے کا حکم دیتے۔ معلوم ہوا کہ مکھی ناپاک و نجس نہیں ہے۔ پھر اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مکھی اگر کسی چیز میں پڑ جائے، خواہ وہ چیز گرم ہو یا ٹھنڈی، تو اس کی وجہ سے وہ چیز بھی ناپاک و فاسد نہیں ہوتی۔

(۲) دوسرے یہ کہ مکھی جس طرح زندہ ہو تو وہ ناپاک نہیں اسی طرح اگر وہ مر جائے تو بھی ناپاک نہیں، امام ابو حنیفہ اور جمہور ائمہ و فقہاء کا مکھی کے بارے میں یہی قول ہے۔ فقہاء کرام اس مذکورہ حکم کی وجہ و علت یہ بتاتے ہیں کہ مکھی میں بہنے والا خون نہیں ہوتا، اس لیے مکھی اگر مر جائے تو بھی پاک ہے، برخلاف ان جانوروں کے جن میں خون ہوتا ہے، وہ اگر مر جائیں تو ناپاک ہوجاتے ہیں۔

ہاں اس مسئلہ میں امام شافعی کا اختلاف ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مکھی و بھڑ کے علاوہ دیگر ایسے جانور جن میں بہنے ولا خون نہیں ہوتا وہ اگر مر جائیں تو موت کی وجہ سے ناپاک ہوجاتے ہیں، اور مکھی اور بھڑ کے بارے میں ان کے دو قول ہیں: ایک

ناپاکی کا، ایک پاک ہونے کا۔ جمہور علماء کی دلیل یہی حدیث ہے جس میں اللہ کے نبی ﷺ نے اس کھانے اور پانی کے استعمال کی اجازت دی ہے جس میں مکھی پڑ گئی ہو اور اس کو اس میں غوطہ دیا گیا ہو، حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ مکھی اس قدر ضعیف ہوتی ہے کہ غوطہ دینے سے اس کے اسی میں مرجانے کا خطرہ ہے، اس کے باوجود آپ نے اس کھانے یا پانی کے استعمال کی اجازت دی ہے۔ معلوم ہوا کہ مکھی مرجائے تو بھی پاک رہتی ہے۔

(۳) جس طرح مکھی کے پڑ جانے سے چیز ناپاک نہیں ہوتی اسی طرح اگر مکھی کسی چیز میں مرجائے تو بھی وہ چیز ناپاک نہیں ہوتی؛ کیونکہ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے مکھی کو کھانے یا پینے کی چیز میں ڈبو کر پھینک دینے اور اس کھانے کو کھا لینے کا حکم دیا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ بعض اوقات کھانا گرم بھی ہوتا ہے، جس کی وجہ سے مکھی کا اس میں مرجانا اغلب ہے، اگر مکھی کے مرجانے سے کھانا پانی خراب و ناجائز ہو جاتا تو اللہ کے رسول ﷺ کبھی ایسا حکم نہ دیتے۔

(۴) حضرات فقہاء فرماتے ہیں کہ مکھی کے مرجانے سے اس میں ناپاکی نہ آنے کی علت و وجہ یہ ہے کہ اس میں بہنے والا خون نہیں ہوتا جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا، لہٰذا اسی علت پر دیگر ایسی تمام اشیاء کا حکم بھی مستنبط ہوتا ہے جن میں بہنے والا خون نہیں ہوتا، جیسے مچھر، بچھو، بھڑ وغیرہ کہ اگر یہ چیزیں مرجائیں تو ان میں بھی موت کی وجہ سے ناپاکی نہیں آتی، اور نہ یہ جانور پانی یا کھانے یا کسی اور چیز میں پڑ جائیں یا مرجائیں تو وہ کھانا یا پانی ناپاک ہوتا۔

(۵) نیز اس حدیث سے ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ مکھی کا کھانا ناجائز ہے، اس لیے کہ اس حدیث میں آپ ﷺ نے مکھی کو کھانے پانی سے اُٹھا کر پھینک دینے کا امر

فرمایا ہے، اگر اس کا کھانا جائز ہوتا تو آپ یہ حکم نہ دیتے۔

(٦) ایک مسئلہ اس سے یہ نکلا کہ مکھی کا قتل کر دینا جائز ہے؛ کیونکہ حدیث نے مکھی کو پکڑ کر کھانے یا پانی میں ڈبو دینے کا حکم دیا ہے، اور اس سے غالب یہی ہے کہ وہ مر جائے گی، جب آپ نے اس کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ مکھی کو مار دینا جائز ہے، اسی طرح ہر موذی جانور کا قتل کر دینا جائز ہے۔ (١)

ان مسائل پر تفصیلی کلام کے لیے فقہی کتب کی طرف رجوع کرنا چاہئے (٢)

حدیث کا طبعی پہلو

اب اس کا ایک اور پہلو لیجئے، بعض لوگ زیر بحث حدیث پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حدیث میں جو یہ مذکور ہے کہ مکھی کو غوطہ دیکر پھینک دو اور کھالو، یہ نفاست پسند طبیعتوں کے لیے بڑا اگراں ہے، ایک نفیس مزاج کا مالک کس طرح اس کھانے پینے کو گوارا کر سکتا ہے جس میں مکھی نہ صرف یہ کہ پڑ گئی بلکہ اس کو اس میں غوطہ دیا گیا ہو؟ اور خود رسول اللہ ﷺ کا لطیف و نفیس مزاج مذکورہ بات سے ہم آہنگ نظر نہیں آتا، یہ اعتراض ایک صاحب نے راقم الحروف کے سامنے پیش کیا تھا اور زیر نظر تحریر کا اصل باعث بھی یہی اعتراض ہے، جب اس کا جواب لکھنے بیٹھا تو کچھ اور پہلوؤں پر گفتگو کی ضرورت محسوس ہوئی تو انکو بھی حوالہ قرطاس کر دیا گیا۔

---

(١) نیل الأوطار: ١/٦٨، عون المعبود: ١٠/٢٣١ (٢) مثلاً حنفیہ کی کتب میں سے بحر الرائق: ١/٩٣، بدائع الصنائع: ١/٦١، المبسوط للسرخسی: ١/٥١، اور حنابلہ کی کتب میں سے الکافی لابن قدامہ الحنبلی: ١/١٦، المبدع: ١/٢٥٢، الفروع: ٦/٢٧٩، شرح العمدۃ: ١/١٣٥، شوافع کی کتب میں سے "الأم": ١/٥، المھذب: ١/٦، شرح زید ابن رسلان: ١/٢٧، فتح الوھاب: ١/١٢، مغنی المحتاج: ١/٢٣، المجموع: ١/١٩٠، اور کتب مالکیہ میں سے التمہید لابن عبد البر: ١/٣٣٧، بدایۃ المجتہد: ١/٥٥، وغیرہ۔

اس کا جواب دینے سے قبل یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ اوامر (یعنی وہ باتیں جن کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے ان) کی دو قسمیں ہیں: ایک اوامرِ تعبدی (یعنی وہ امور جو بطور عبادت مشروع ہوتے ہیں)، دوسرے اوامرِ غیر تعبدی (یعنی وہ امور جن میں عبادت کی شان نہیں ہوتی بلکہ کسی ضرورت یا مصلحت کے طور پر ان کا حکم دیا جاتا ہے)، اس قسم کے اوامر جب اُس ضرورت و مصلحت کے پس منظر میں سمجھے جاتے ہیں تو ان پر کچھ بھی اشکال نہیں ہوتا، اور انکی ضرورت و مصلحت کو ہٹا کر صرف اس حکم کو دیکھا جائے گا تو ممکن ہے کہ سوالات واشکالات کا سلسلہ قائم ہو جائے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ امرِ تعبدی میں بھی یہی بات ہے کہ اسکو اس کی ضرورت، علت و مصلحت سے جدا کر کے دیکھا جائے تو خواہ مخواہ کے سوالات دامنگیر ہوتے اور پریشان کرتے ہیں، مثلاً جہاد ہی کو دیکھ لیں کہ اس پر سرسری نظر ڈالنے والوں نے کیا کیا اعتراضات نہیں کئے ہیں؟ اور حد یہ کہ اس حکم کی وجہ سے اسلام جیسے سلامت پسند وامن دوست مذہب کو خون خوار کہہ جاتے ہیں اور یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ یا تو یہ لوگ عناد وتعصب کے شکار ہوتے ہیں یا یہ کہ حقائق اور ان کے مصالح وعلل سے ناواقف ہوتے ہیں۔

اسی طرح زیر بحث حدیث میں سمجھنا چاہئے، اسکی تفصیل یہ ہے کہ یہ حدیث کا حکم کہ مکھی کو کھانے میں غوطہ دیکر پھینکدو اور کھانا کھالو، یہ امر تعبدی نہیں کہ واجب وضروری ہو بلکہ امرِ ارشاد ہے جو محض مکھی کے زہر کو زائل کرنے کی ایک تدبیر کے طور پر فرمایا گیا ہے، کہ اگر مکھی گر پڑے اور اسکا زہر زائل کرنا ہو تو اسکی تدبیر کیا ہے؟ یہ بتایا گیا ہے۔

چنانچہ علماء نے اسکو امرِ ارشاد قرار دیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اسی کو اختیار کیا ہے۔(۱)

---

(۱) دیکھو فتح الباری: ۲۵۰/۱۰

اور فنِ اصول فقہ کی مشہور و معروف درسی کتاب ''اصول الشاشی'' میں ہے کہ
''اللہ کے رسول ﷺ کا یہ قول کہ ''جب کھانے میں مکھی گر پڑے تو اس کو غوطہ دو پھر اس کو پھینک دو؛ کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہے'' اس کا سیاق دلالت کرتا ہے کہ غوطہ دینے کا حکم ہم سے تکلیف (بیماری) دور کرنے کے لئے ہے نہ کہ کسی عباداتی امر کے لیے، جو شریعت کا حق ہے، لہٰذا یہ امر واجب نہ ہوگا۔ (۱)

خلاصہ یہ کہ یہ امرِ تعبدی نہیں بلکہ امرِ ارشاد ہے اور اس کی مصلحت و ضرورت یہ ہے کہ لوگ مختلف قسم کے ہوتے ہیں: بعض نفیس الطبع اور بعض کثیف الطبع۔ نفیس الطبع تو مکھی پڑے ہوئے کھانے کو پھینکنے تیار ہو جائیں گے مگر کثیف الطبع لوگوں کو اس کھانے سے نہ کراہت محسوس ہوگی اور نہ وہ اس کو پھینکنے تیار ہوں گے، اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ان لوگوں کی رعایت سے اور ان پر شفقت کی بنا پر فرمایا کہ اگر اس کھانے کو کھانا چاہتے ہو اور تمہاری طبیعت اس سے گرانی و کراہت محسوس نہ کرے تو کھالو، مگر اس میں چونکہ زہر بھی ہے لہٰذا اس پڑی ہوئی مکھی کو اس میں غوطہ دے کر پھینک دو، تاکہ شفاء کا پر بھی اس میں ڈوب کر زہر کو زائل کر دے۔

حاصل یہ کہ اس کھانے میں شرعی کراہت تو نہ تھی، جو کچھ تھی وہ طبعی کراہت اور طبی نقصان تھا، اور طبی نقصان کے ازالہ کے لیے تدبیر بتائی گئی، بتائیے اس میں کیا اشکال ہے؟

پھر اس پر ایک دوسرے پہلو سے بھی غور کیجئے، وہ یہ کہ مکھی پڑا ہوا کھانا، پانی وغیرہ کا پھینک دینا کبھی کبھی بڑی مشکل بات ہوتی ہے حتیٰ کہ نفیس الطبع ولطیف المزاج لوگ بھی اس جگہ ہار جاتے ہیں، مثلاً شادی بیاہ اور کسی تقریب میں بڑے بڑے دیگوں

(۱) اصول الشاشی: ۲۷ بحث ترک حقیقت

میں کھانا وغیرہ پک رہا ہو اور اس میں مکھی گر پڑے، اور بہت سے باراتی و مہمان جمع ہوں تو کیا اس کھانے کو پھینک دینے پر نفاست پسند طبیعتیں بھی تیار ہو جائیں گی؟

ظاہر ہے کہ یہاں اس نفاست پسندی کو بالائے طاق رکھ کر ہر آدمی اسکو کھانے کھلانے تیار ہو جاتا ہے، یہاں ساری نفاست پسندی ولطیف المزاجی دھری رہ جاتی ہے، بلکہ اگر کوئی یہ مشورہ بھی دے کہ اس کھانے کو پھینک دیا جائے تو اس وقت یہی حدیث حوالے کے لیے یاد آئے گی کہ حدیث میں اس کے کھانے کی اجازت دی گئی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اللہ کے نبی ﷺ صرف ایک کپ چائے یا ایک پلیٹ کھانے ہی کو سامنے رکھ کر نہیں، بلکہ اس طرح کے تمام حالات و مسائل کو سامنے رکھ کر فرمارہے ہیں کہ اگر مکھی پڑ جائے تو اس کو اس کھانے میں غوطہ دیکر اس کو پھینک دو پھر کھالو، تاکہ اس کا کوئی نقصان تم کو نہ ہو، یہ ارشاد دراصل اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی خداداد حکمت وبصیرت سے فرمایا ہے جس میں ایک طرف آپ کی امت پر شفقت و مہربانی کا ثبوت ہوتا ہے، اور دوسری جانب آپ کی دور اندیشی و وسیع النظری اور تمام حالات و معاملات پر نظر کا ثبوت بھی ہوتا ہے۔

کیا ایسے مواقع پر یہ نفیس طبیعتیں ایک مکھی کی بنا پر سارے دیگ کو پھینک دیں گی؟ یا اس ارشاد کی قدر و قیمت کے ماننے پر مجبور ہوں گی؟

اب ایک تیسرے پہلو سے اس پر غور کیجئے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو فاقہ زدہ و مسکین وفقیر ہوتے ہیں، اور بسا اوقات ان لوگوں کے پاس کھانے کے لئے تھوڑے سے کھانے کے سوا کچھ نہیں ہوتا، اس صورتحال میں اگر اس کھانے میں مکھی گر پڑے، اور ان کے پاس اس مکھی زدہ کھانے کے سوا کچھ نہیں ہے، تو کیا صرف

نفاست کا خیال کر کے اس کو یہ کھانا پھینک دینا چاہئے ؟ یا یہ کہ اللہ کے نبی ﷺ کی اس حدیث کی روشنی میں اس کو یہ کھانا کھالینا چاہئے ؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ہر ذی ہوش یہی کہے گا کہ حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس کو یہ کھانا کھالینا چاہئے ؛ کیونکہ اگر وہ کھانا نہ کھائے گا تو نہایت ضیق و تنگی کا شکار ہوگا۔

اب نفاست والی بات کہنے والے ذرا سوچیں کہ جو نبی ساری دنیا کیلئے اور امیر و غریب ،شاہ و گدا ،چھوٹے و بڑے سب کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ،وہ اگر صرف نفاست پسندی کا لحاظ فرماتے اور اس کھانے کو ناجائز قرار دیدیتے تو یہ غریب بیچارے کہاں جاتے ؟ اللہ کے نبی علیہ السلام نے ان کی غربت وفقر کا بھی خیال رکھا اور اس کھانے کو پھینکنے کے بجائے استعمال کرنے کی اجازت دی ،اور اسی کے ساتھ مکھی کے زہر کو دور کرنے کا ایک بڑا آسان نسخہ بھی بتادیا کہ اسی مکھی کو غوطہ دیکر اس کھانے کو کھالو ؛ کیونکہ اس کے ایک پر میں زہر ہوتا ہے تو ایک میں شفاء ہوتی ہے، تا کہ اس کا زہر زائل ہوجائے اور کوئی بیماری و تکلیف کا شکار نہ ہوں۔

خیال کیجئے کہ اس میں کس قدر دور رس نگاہوں سے نبی کریم ﷺ نے ان مصالح اور ضرورتوں کو دیکھ کر یہ حکم دیا ہے؟ یہی بات آپ کی نبوت کی ایک بین دلیل اور اس پر ایک معجزہ قرار پاتی ہے۔

فقط

محمد شعیب اللہ خان